بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرابِ طہور

مرتبہ :- محمد کریم سلطانی



ادارہ تبلیغ الاسلام

مرکزی دفتر:- جامعہ ریاض العلوم مسجد خضراء پیپلز کالونی نمبر1 فیصل آباد پاکستان

جاوید دفتر کتابت پاک گول بازار فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرارِ بولہبی

محمد کریم سلطانی



ادارہ تبلیغ اسلام

مرکزی دفتر۔ جامعہ ریاض العلوم مسجد خضرا پیپلز کالونی نمبر ۱ فیصل آباد پاکستان

محمد از تو می خواہم خدا را
خدایا از تو حبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را

عارف باللہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ



موسیٰ و فرعون و شبیر و یزید
ایں دو قوت از حیات آمد پدید

شاعرِ مشرق علامہ اقبال مرحوم



اس لئے کہ درحقیقت یہ منصب اتنا نازک ہے کہ اس کا اثر پوری قوم پر پڑتا ہے اور کوئی بھی ملت حاکم سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

اس منصب کا پاک وصاف ہونا حقیقتاً اس دریا کا پاک و طاہر ہونا ہے جس سے تمام نہریں نکل رہی ہوں۔

غور فرمائیے! اگر دریا کے پانی میں تکدّر آجائے اور زہریلا مادہ اس پانی میں شامل ہوجائے تو نہروں کا حیات بخش اور شیریں پانی موت کا پیامبر بن جائے گا۔ اس صورتِ حال میں دریا کے تکدّر اور زہریلے مادے کو ختم کرنے کے لئے کمرِ ہمت باندھنا بڑے دِل گردے کا کام ہے۔ وہ انسان بڑا عظیم انسان ہے جو منفعتِ عامہ کے لئے، قوم کے اجتماعی فوائد کے لئے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر دریا کی موجوں سے بھِڑ جاتا ہے

اسی کے لئے تو ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

افضل الجهادِ کلمۃ حق عند سلطانٍ جائرٍ [1]

افضل جہاد ظالم سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے۔

اِس منصب کی نزاکت کے پیشِ نظر اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی رات کی تاریکی میں آئے اور اس منصب پر براجمان ہوجائے اور نہ ہی اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ باپ کے بعد بیٹا فقط بیٹا ہونے کی نسبت سے اس منصب کا مستحق قرار پائے بلکہ یہ منصب پوری امت کی امانت ہے۔ امت کی مرضی اور رائے

[1]:-

کے بغیر کوئی بھی اس مسند پر نہیں بیٹھ سکتا۔

آیئے ماضی کے دریچوں میں جھانک کر دیکھیں کہ تاریخ اسلام میں اس منصب کا سب سے پہلے کہاں غلط استعمال ہوا۔

کون ایسا شخص ہے جس نے اپنے جاہ وحشمت کی خاطر پوری ملت کو عذاب میں مبتلا کر دیا۔ اپنے ذاتی منفعت کی خاطر پوری امت کے مفادات کو قربان کر دیا اور اسلام کے مہکتے ہوئے گلشن کو نذرِ آتش کر دیا۔ اس کے ساتھ یہ بھی معلوم کریں کہ اس کا ذاتی کردار کیا تھا اور وہ کس سیرت کا مالک تھا؟ اور اس چیز کی جانب بھی غور و فکر کرنے سے ہمیں کوئی روک تو نہیں سکتا کہ اس شخص نے اتنا بڑا اقدام فقط ظاہری شان وشوکت کے لئے کیا تھا یا اس کے پس پردہ کوئی اور جذبہ کارفرما تھا۔

یہ سوال بھی اپنی جگہ اہم ہے کہ اس پُرآشوب دور میں، اس بحرانی کیفیت میں اسلام کے جیالوں نے کیا کردار ادا کیا؟ کیا انہوں نے حکومتِ وقت سے مراعات حاصل کرنے میں بہتری سمجھی یا دینِ حق کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا اور اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرکے اسلام کی ناؤ کو ڈوبنے سے بچالیا۔

یہ بحث اس دور میں اسلئے ضروری ہے کہ اس سے مزاجِ اسلام سمجھنے میں رہنمائی ملتی ہے ہمارے اعتقادات و نظریات کو تحفظ ملتا ہے اور مستقبل کے لائحہ عمل کیلئے واضح رہنمائی ملتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وعترتہ وصحبہ اجمعین !

اما بعد !

اللہ جل جلالہٗ کا پسندیدہ دین، دینِ اسلام ہے۔ اسلام تمام شعبہ ہائے زندگی پر محیط ہے۔ یہ اپنی اصلیت اور مزاج کے اعتبار سے دیگر تمام ادیان سے مختلف ہے۔ اس کے ہر محکمہ سے عفت وطہارت، امن وسلامتی، بے غرضی وایثار، عفو ودرگزر اور رحمدلی ومحبت عیاں ہے۔ پھر اس دین کا جو شعبہ جتنا اہم ہوگا۔ اتنا ہی شدت کے ساتھ ان چیزوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

منصبِ خلافت وامامت کی اہمیت سب پر عیاں ہے۔ ایک خلیفہ کے لئے ان صفات سے آراستہ ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ دیگر تمام محکموں کا انحصار اسی سے وابستہ ہے۔ اس منصب کی حیثیت اس ستون کی سی ہے۔ جس پر تمام عمارت کا انحصار رہے اگر مرکزی ستون ہی کمزور اور کھوکھلا ہو جائے تو عمارت کا قائم رہنا ناممکن ہے۔

اسی منصب کی جانب ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

الّذین ان مکّنّاھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر۔ [۱]

یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین پر اقتدار مرحمت فرمادیں تو یہ لوگ اقامتِ صلوٰۃ کا فریضہ سرانجام دیں گے۔

زکوٰۃ ادا کریں گے۔

نیکی کا حکم دیں گے۔

اور برائی سے روکیں گے۔

خلیفۃ المسلمین جب نماز قائم کرے گا تو عفت وطہارت اور قلب ونظر کی پاکیزگی سے آراستہ ہوگا۔ اور جب زکوٰۃ ادا کرے گا اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا اہتمام کرے گا تو بے غرضی اور ایثار کا جذبہ پیدا ہوگا اور جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے گا تو اس میں ہر وہ خوبی پیدا ہوگی جسے خوبی کہا جا سکتا ہے پھر اس کی ذات امن وسلامتی کا گہوارہ ہوگی۔ عفو ودرگزر اور محبت والفت اسکی ذات کا امتیازی نشان ہوگا۔

انہی خصوصیات کی بنا پر نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے روز عرشِ الٰہی کے سایہ میں بیٹھنے والے خوش نصیبوں کا ذکر کیا تو ان میں امامِ عادل کا ذکر بھی خصوصی شان سے فرمایا۔

اسلام نے اس منصب کے لئے یہ خصوصی اہتمام کیوں فرمایا؟

[۱] سورۃ حج آیت ۴۱

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ وہ مقدس ہستی ہیں جن کے ذکر سے مردہ دلوں کو حیاتِ جاوداں نصیب ہوتی ہے جن کی محبت اللہ کی محبت کا زینہ ہے جن کی خاکِ پا اولیاء کرام کی آنکھوں کا سرمہ ہے۔

اس جگر گوشۂ بتول رضی اللہ عنہ نے ساری زندگی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا میں وقف کر دی اور اسی کے دین کی سربلندی کیلئے اپنی، اپنے بچوں کی جان قربان کر دی۔

لیکن اس دور میں کچھ افراد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر تنقید کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس مقصد کیلئے وہ یزید کو سنہری لباس پہنا کر حضرت امام حسین کے مقابل کھڑا کر رہے ہیں۔ اگر بات صرف یزید کے فضائل تک ہو تو ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں کیونکہ ہر شخص کو اپنے مقتدا کے فضائل و مناقب کا حق ہے لیکن اس کے پس پردہ حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو داغدار کرنے کا جذبہ کار فرما ہے۔ یہ بات ایک کلمہ گو کیلئے ناقابل برداشت ہے۔

اگر آپ اس سنہری پردے کے پیچھے یزید کی بدنما شخصیت کو دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کتاب "شرابِ بو لہبی" کا ٹھنڈے دل سے مطالعہ کیجئے۔ اس میں آپ کو ایک لفظ کا بھی زیبِ داستاں کیلئے اضافہ نظر نہیں آئے گا۔

ادارہ تبلیغ الاسلام اپنے روایتی انداز سے اسے شائع کر رہا ہے یہ ادارہ محبت و الفت کی خوشبو بکھیرتا ہے اور انشاء اللہ بکھیرتا رہے گا۔ اس کتاب کا مقصد بھی محبت بکھیرنا ہے۔

اہل بیت کی محبت۔

خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت۔

فاطمۃ الزہراء کے نورِ نظروں کی محبت۔

اے اللہ! ہمیں ہر اس چیز سے محبت عطا فرما جس سے تو اور تیرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم محبت کرتا ہے۔

اللّٰھم ارزقنا حبک وحب من یحبک وحب عمل یقربنا الیک بجاہ حبیبک وصفیک سیدنا طٰہٰ ویٰسین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

محمد کریم سلطانی

ادارہ تبلیغ الاسلام

کلماتِ مبارکہ

از فقیہہ عصر حضرت قبلہ مفتی محمد امین صاحب زید مجدہٗ و شرفہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ

اما بعد!

فقیر کے لختِ جگر مولانا محمد کریم سلطانی سلمہٗ ربہ الکریم نے ایک کتاب بنام "شرارِ بولہبی" لکھی ہے۔ اس کا مسوّدہ اکثر مقامات سے سُنا ہے۔ نہایت مفید کتاب اور وقت کی اہم ضرورت ہے۔ کیونکہ فی زمانہ بے ادبی، بداعتقادی کے سیلاب انڈے چلے آ رہے ہیں۔ مُردہ تحریکوں اور سوتے ہوتے فتنوں کو جگایا جا رہا ہے۔ اہل بیت اطہار کی سفید چادر پر دھبے لگاتے جا رہے ہیں۔ بد نامِ زمانہ یزید پلید کو طرح طرح کے القابات، امیر المومنین امام برحق جیسے خطابات دیتے جا رہے ہیں۔ وہ یزید جس کے متعلق سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے ہاں کسی نے یزید کو امیر المومنین کہہ دیا تو آپ نے حکم دیا کہ اس بے ادب کو کوڑے مارے جائیں کہ اس نے ایسے بدکردار

کو امیر المومنین کہہ دیا ہے۔

مگر آج اس بے ضمیر اور پلید یزید کی کھلم کھلا توصیف و مدح سرائی کی جا رہی ہے۔ یزید پلید کی شناعت اور سیدنا امام حسین شہید کربلا، راکبِ دوشِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعتِ شان ملاحظہ کرنے کے لئے فقیر کے بڑے لختِ جگر مناظرِ اسلام محمد سعید احمد اسعد سلمہٗ ربہ الصمد کا رسالہ سعی السعید کا مطالعہ کریں اور یہ پیش نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو کہ نہایت ہی تحقیق کے ساتھ لکھی گئی ہے۔

اللہ تعالٰی عزیز موصوف سلمہٗ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہم مسلمانوں کو ایسی کتابیں پڑھ کر ایمان مضبوط کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

واللہ تعالٰی الھادی ونعم الوکیل۔

فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہٗ
دار العلوم امینیہ رضویہ
محمد پورہ فیصل آباد

سن ساٹھ ہجری ۶۰ھ

ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساٹھ سال بعد تختِ حکومت پر ایک شخص بیٹھا جس کا نام یزید بن معاویہ بن ابی سفیان تھا۔

اس کی سب سے پہلی غلطی یہ تھی کہ اس نے خلافت کو اپنا موروثی حق سمجھا اور لوگوں سے جبراً بیعت لینا شروع کر دی۔ اسلامی نظامِ حکومت کی بنیاد میں یہ پہلی ضرب تھی جس نے اس کی پوری عمارت کو ہلا کر رکھ دیا۔ جس عمارت کو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی محنت سے تعمیر کیا ہو اور اس کی بنیادوں میں جیالے صحابہ کا خون ہو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی ہمت سے بڑھ کر اس کی حفاظت کی ہو فاروق و غنی اور حیدر کرار رضی اللہ عنہم نے اپنے خون دے کر اس عمارت کی حفاظت کی ہو اسے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے یا اس عمارت کا نقشہ بدلنا چاہے تو اس صورتِ حال کا برداشت کرنا اہلِ اسلام کے لئے ناممکن ہے۔ اس وقت یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنا عزتِ نفس کا سودا کرنا ہے۔ جو کسی صورت بھی خانوادہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو برداشت نہیں اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرنا اس کے قائم کردہ موروثی نظامِ حکومت کی تائید

اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے نظامِ حکومت سے انحراف ہے جو ہر صورت ناقابلِ برداشت ہے۔

آیئے پہلے یزید کے ذاتی کردار سے آگاہی حاصل کرتے ہیں۔ پھر اس کی حکومت کے کارہائے نمایاں سے واقفیت حاصل کرتے ہیں تاکہ حقیقت حال بالکل نکھر کر سامنے آجائے۔

یزید سیرت و کردار کی روشنی میں

ہر وہ برائی جسے برائی کہتے ہیں یزید کے اندر موجود تھی وہ شخصی اعتبار سے بہت برے کردار کا مالک تھا۔

سب سے پہلے علامہ ابنِ کثیر کی رائے ملاحظہ فرمایئے۔

ان یزید کان اشتھر بالمعازفِ وشربِ الخمر والغنا والصید واتخاذ الغلمانِ والقیان والکلاب والنطاح بین الکباش والدباب والقرود ومامن یوم الا یصبح فیہ مخموراً ویلبس القرد قلانسق الذھب وکذالک الغلمان وکان یسابق بین الخیل وکان إذا مات القرد حزن علیہ [1]

یزید کی ان عادات کو بڑی شہرت حاصل تھی۔

گانا بجانا

شراب نوشی

[1] البدایۃ والنھایہ جلد ۸ ص ۲۳۵

غنا

شکار

لونڈے اور لونڈیوں میں رہنا۔

کتے پالنا

مینڈھوں، ریچھوں اور بندروں میں لڑائی کرانا۔

ہر روز شراب کے نشہ سے بدمست ہو کر اٹھنا۔

بندروں اور لونڈوں کو سنہری ٹوپیاں پہنانا۔

گھوڑوں کی ریس میں حصہ لینا۔

کوئی بندر مر جائے تو جزع و فزع کرنا۔

ایک مرتبہ پھر اس کی عادات کی فہرست پر نظر دوڑایئے۔

ان صفات کا کسی ایسے شخص میں جمع ہو جانا جو مملکت اسلامیہ کے تخت پر بیٹھا ہو کسی حادثہ سے کم نہیں۔ اسلام نے تو جس خلافت و امامت کا تصور پیش کیا وہ قطرہ شبنم سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اے کاش! ان صفات سے متصف افراد اسلام کا نام نہ لیتے لیکن صد حیف کہ ایسا نہ ہوا۔

اب علامہ ذہبی کی سنئے!

عن محمد بن احمد بن مسمع قال:۔

سکر یزید، فقام یرقص، فسقط علی رأسہ فانشق وبدا دماغہ [1]

محمد بن احمد بن مسمع کہتے ہیں کہ

[1] سیر اعلام النبلاء۔ جلد چہارم ص۳۷

ایک مرتبہ یزید نے شراب پی پھر اس نے ناچنا شروع کر دیا۔ پھر سر کے بل گرا، سر پھٹ گیا اور اس کا بھیجا (دماغ) ظاہر ہو گیا۔

علامہ ابن الاثیر کی روایت بھی پڑھیے۔

قال المنذر بن الزبیر:

واللہ انہ یشرب الخمر واللہ انہ لیسکر حتی یدعَ الصلوٰۃ [1]

منذر بن زبیر کہتے ہیں۔

اللہ کی قسم! یزید شرابی ہے۔ اللہ کی قسم! وہ اتنا زیادہ نشہ کرتا ہے کہ نماز کو ترک کر دیتا ہے۔

ہائے افسوس! تخت حکومت پر وہ شخص قابض ہو گیا جو شراب کا رسیا ہے۔ نماز کا تارک ہے۔ کتوں کی کھیل کا دلدادہ ہے۔ چھوکروں اور چھوکریوں پر فریفتہ ہے بندروں اور ریچھوں کو لڑانا اس کا محبوب مشغلہ ہے۔

یہ شخص جسمِ اسلام پر ناسور کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اسلام کے لٹنے کا اسے کوئی غم نہیں لیکن اگر کوئی بندر مر جائے تو اس کے گھر صفِ ماتم بچھتی ہے۔

آگے بڑھنے سے پہلے ایک دو مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

قلت

.... کان ناصبیاً، فظاً، غلیظاً، جلفاً، یتناول المسکر ویفعل المنکرَ [2]

[1] الکامل لابن الاثیر ص۱۰۴ جلد ۴ ۔ [2] سیر اعلام النبلاء۔ جلد چہارم ص۳۷

امام ذہبی کہتے ہیں۔ میری رائے میں وہ (یزید)

ناصبی،

بدخلق، بے رحم، اکھڑ تھا۔

شراب پیتا تھا اور برے کام کیا کرتا تھا۔

..... کان فیہ اقبال علی الشھوات وترک بعض الصلوات

فی بعض الاوقات وإماتتھا فی غالب الاوقات [1]

وہ شہوت پرست تھا۔ بعض اوقات بعض نمازیں ترک کرتا تھا

اور غالب اوقات تو بالکل ہی نہ پڑھتا تھا۔

ابن مطیع حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لختِ جگر حضرت محمد بن الحنفیہ

کے پاس آئے اور یزید کے بارے میں کہا۔

إنہ یشرب الخمر ویترک الصلوٰۃ ویتعدیٰ حکم الکتاب

قال:

ما رأیتُ منہ ما تذکرُ وقد أقمتُ عندہٗ فرأیتہ

مواظباً للصلوٰۃ متحریاً للخیر یسأل عن الفقہ

قال:

ذالک تصنّعٌ و ریاءٌ [2]

یزید شراب پیتا ہے۔

نمازیں ترک کرتا ہے۔

کتاب اللہ کے احکامات سے تجاوز کرتا ہے۔

[1] البدایہ والنھایہ جلد ۸ ص ۲۳۰ ۔ [2] سیر اعلام النبلاء ص ۴۰ جلد ۴
البدایہ والنہایہ ص ۲۳۳ جلد ۸

حضرت محمد بن حنفیہ نے ارشاد فرمایا۔

میں نے اس کے پاس قیام کیا جو کچھ تم کہتے ہو میں نے تو نہیں

دیکھا وہ تو نماز کا پابند ہے۔ اچھے کام کرتا ہے۔ فقہی مسائل پوچھتا ہے

ابن مطیع کہنے لگے۔

حضور!

آپ کی جلالتِ شان کی وجہ سے اس نے تصنع اور

ریاکاری سے کام لیا ہے۔

واقعی حضرت محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں وہ کوئی

غیر شرعی حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے مصلحت کے پیشِ نظر

چند دن کے لئے پرہیزگار بنا رہا۔

ارشادِ خداوندی ہے۔

فویلٌ للمصلین الذین ھم یُرآؤون [1]

پس ہلاکت ہے یا جہنم کے سزاوار ہیں۔ وہ نمازی جو دکھلاوے

کے لئے نمازیں پڑھتے ہیں۔

حضرت حنظلہ غسیل ملائکہ رضی اللہ عنہ کے لختِ جگر حضرت عبداللہ

رضی اللہ عنہ کی گواہی ملاحظہ ہو۔

قد منا من عند رجل لیس لہ دین یشربُ الخمر ویضرب

بالطنابیر ویعزف عندہ القیان ویلعب بالکلاب ویسمر

عندہ الحراب وھم اللصوص [2]

[1] سورۃ الماعون [2] الکامل لابن الاثیر جلد چہارم ص ۱۰۳

ہم ایسے آدمی کے پاس رہ کر آتے ہیں ۔

جس کا کوئی دین نہیں ۔

شراب پیتا ہے ۔

ستار بجاتا ہے ۔

چھوکریاں اس کے پاس گانے گاتی ہیں

کتوں سے کھیلتا ہے ۔

چور اچکے لوگ رات بھر اسے کہانیاں سناتے ہیں ۔

یہ تھیں یزید کے شخصی کردار کی چند جھلکیاں ۔

غور فرمائیے ! جب شراب کے رسیا حکمران ہوں ۔

کتوں سے کھیلنے والے تختِ حکومت پر فائز ہوں ۔

چھوکروں اور چھوکریوں کے دلدادہ ملک کے سربراہ ہوں ۔

شہوت پرست، تارک نماز اور بندروں اور ریچھوں سے دل بہلانے والے سیاہ و سفید کے مالک بن جائیں ۔

اور چور اچکے، بدمعاش لوگ ان کے مشیر ہوں ۔

طرفہ یہ کہ جمہور کے منتخب نہ ہوں بلکہ غاصبانہ طریقہ سے قابض ہوں ۔

ایسی صورت میں ان حکمران کو مسلمانوں کی گردنوں سے اتارنے کے لئے کوشش کرنا اسلام کی سب سے بڑی خدمت نہیں تو اور کیا ہے ؟

حسین ابن علی نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حالات کا بالغور مطالعہ کر کے قدم اٹھایا اپنی اور اپنے بچوں کی جان دے دی لیکن دین کی لاج رکھ لی اور اسلام کی عزت و آبرو کی حفاظت کا حق ادا کر دیا ۔

یزید بحیثیت حکمران

بڑے شد و مد سے یہ بات دہرائی جاتی ہے کہ کسی حکمران کا ذاتی کردار اس کی ذات تک محدود ہے ۔ اگر وہ اچھا ہے تو اپنی ذات کے لئے، اگر وہ برا ہے تو اپنی ذات کیلئے ، ہمیں اس کی ذات سے کوئی غرض و غایت نہیں، ہم تو بحیثیت حکمران اس کے کارناموں کا جائزہ لیں گے ۔

محترم !

یزید کے بحیثیت حکمران کارناموں پر تبصرہ کرنے سے پہلے میں اس بات کو بھی ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں کہ

آپ کسی اور دین و مذہب کی بات نہیں کر رہے ۔ آپ دینِ فطرت اسلام کی بات کر رہے ہیں ۔ ہاں کسی اور ملت میں ذاتی کردار زیرِ بحث نہ آئے یہ الگ بات ہے لیکن اسلام ذاتی سیرت و کردار کو بڑی اہمیت دیتا ہے ۔ شاید کسی اور مذہب میں حکمران کو عصمت دری کی اجازت ہو کیونکہ یہ اس کا ذاتی فعل ہے ۔ لیکن دینِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت نہیں دیتا ۔ ہاں کسی اور ملت میں بیت المال

کا بے جا استعمال حکمران کے لئے درست ہو اور اسے اجازت ہو کہ وہ اپنی ذاتی تسکین کے لئے بندروں کو سنہری لباس پہناتا رہے لیکن دینِ حق میں خلیفۃ المسلمین کے لئے بیت المال سے زائد کپڑا لینے کی بھی اجازت نہیں دیتا۔

حکمران کے ذاتی کردار کو نظر انداز کرنا یورپ اور مغربی تہذیب میں تو درست ہو سکتا ہے لیکن وہ دین جو کل کائنات کے لئے ہے۔ جس نے گورے کالے اور عربی وعجمی کے امتیازات کو مٹا دیا ہے۔ اس دین میں ذات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ حکمران کے ذاتی افعال وکردار کا اثر رعایا پر شعوری یا غیر شعوری طور پر ضرور پڑتا ہے اسلام صرف بدی ہی نہیں بلکہ بدی کے سرچشموں کو بھی ختم کرتا ہے۔

اب آیئے یزید کے دورِ حکومت کی طرف چلتے ہیں

یزید کا دورِ حکومت تین سال پر محیط ہے۔ تین سالہ دورِ حکومت میں تین کارنامے نمایاں ہیں

۱۔ اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم وزیادتی

۲۔ مدینہ طیبہ پر حملہ اور صحابہ کرام کا قتل۔

۳۔ مکہ مکرمہ پر سنگ باری۔

یزید کا پہلا کارنامہ :

اہلِ بیت پر زیادتی

اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے اس دور میں سربراہ حضرت

امام حسین رضی اللہ عنہ تھے۔ مدینہ طیبہ میں آپ کو مجبور کیا گیا کہ آپ یزید کی بیعت کریں۔ یزید کے ذاتی کردار کے پیشِ نظر اور حکومت کو اپنا موروثی حق سمجھ کر اس پر قابض ہونے کی صورت میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جیسا باکردار اور باضمیر اس شخص کے ہاتھ کیسے بیعت کر سکتا تھا اس لئے آپ نے مکہ مکرمہ کی جانب کوچ فرمایا۔

مکہ مکرمہ میں آپ مقیم تھے کہ اہل کوفہ کی جانب سے متعدد خطوط آتے جن میں آپ سے التماس تھی کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں لیکن مصلحتاً آپ نے سب سے پہلے حضرت مسلم بن عقیل کو انکی طرف بھیجا۔

پھر یزید کے حکم سے حضرت مسلم بن عقیل کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔ جس سے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے بارے میں یزید کا اندرونی خبث آشکارا ہوتا ہے۔

کتب یزید الی ابن زیاد ان یقتل مسلماً [1]

یزید نے ابن زیاد کی طرف تحریری حکم بھیجا کہ مسلم بن عقیل کو قتل کر دیا جائے۔

سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما مکہ سے کوفہ کی جانب روانہ ہوتے راستہ میں ہی آپ کو علم ہوگیا کہ حضرت مسلم بن عقیل کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر آپ کو پُرزور مشورہ دیا گیا کہ واپس پلٹ جایئے۔

۱ سیر اعلام النبلاء جلد سوم ص ۳۰۶

آپ نے فرمایا ۔

إنی رأیت رؤیا رأیت فیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

و أمرت فیھا بأمرٍ انا ماضٍ لہ علی کان أو لی

ما تلک الرؤیا ؟

ما انا محدث بھا حتی ألقی ربی [1]

میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا مجھے ایک امر کا حکم دیا گیا ہے ۔ میں وہ کام کر گزروں گا۔ مجھے نتائج کی پرواہ نہیں۔ میرے خلاف جائیں یا میرے حق میں ۔

عرض کی گئی حضور! وہ خواب کیا ہے ۔ ؟

فرمایا !

میں کسی کو بھی نہیں بتانے والا، یہاں تک کہ میں اپنے پروردگار سے ملاقات کروں ۔

حدیث پاک ملاحظہ ہو ۔

من رآنی فقد رأی الحق فإن الشیطان لا یتکوننی [2]

جس نے مجھے دیکھا اس نے حق مجھے دیکھا بے شک شیطان میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بن سکتا ۔

من رآنی فی المنام فقد رآنی فإن الشیطان لا یتمثلنی [3]

جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا بے شک

۱ے الکامل لابن الاثیر جلد چہارم ص ۴۱ ، البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص ۱۶۷

۲ے صحیح البخاری جلد دوم ص ۱۰۳۶ ۳ے شمائل ترمذی ص ۲۸

شیطان میری مثل نہیں بن سکتا ۔

حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے ۔

کلما صفا قلب العبد رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی منامہ [1]

جب بندے کا دل پاک و صاف ہو جاتا ہے تو خواب میں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے دیکھا کرتا ہے ۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ خواب اس بات کی نشاندھی کرتا ہے کہ ان کا ہر قدم شہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے تحت اُٹھ رہا تھا ۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب آگے بڑھے تو ابن سعد نے آپکا راستہ روکا۔ آپ نے ارشاد فرمایا ۔

واللہ ما أتیتکم حتی أتتنی کتب أمثالکم

بأن السنۃ قد أمیتت والنفاق قد نجم والحدود

قد عطلت [2]

اللہ کی قسم !

میں تمہارے پاس ویسے ہی نہیں آگیا بلکہ تم جیسے افراد کے ڈھیروں خطوط مجھے موصول ہوتے جن کا مضمون تھا ۔

سنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹایا جا رہا ہے ۔

نفاق کو پھیلایا جا رہا ہے ۔

۱ے الفتح الربانی ص ۲۰۶ ۲ے سیر اعلام النبلاء جلد سوم ص ۳۰۶

اللہ کی حدود کو معطل کیا جا رہا ہے۔

ابن سعد کے سامنے ان چیزوں کا اظہار کیا آپ رضی اللہ عنہ کے مشن کی صداقت کی دلیل نہیں؟

ابن سعد شاید آپ کو موت سے ڈرا رہا تھا لیکن فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی گود میں پلنے والے موت سے نہیں ڈرا کرتے۔ آپ نے اس کے سامنے اپنے اقدام کی حقانیت کو مزید واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

الا ترون الحق لا یعمل بہ، والباطل لا یتناھی عنہ لیرغب المومن لقاء اللہ انی لا اری الموت الا سعادۃ والحیاۃ مع الظالمین الا برما ۔ [1]

کیا تم دیکھتے نہیں کہ
حق پر عمل نہیں کیا جا رہا
باطل دندناتا پھر رہا ہے اس کے منہ میں کوئی لگام نہیں دے رہا
اب مومن اللہ سے ملاقات کو مرغوب سمجھے۔
یقیناً اس وقت میں موت کو سعادت سمجھتا ہوں
اور ظالموں کی معیت میں زندگی کو ندامت جانتا ہوں۔

سینہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے فیضان لینے والا حسین اور براہ راست اپنے نانا سید الانبیاء سے ہدایات لینے والا فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جگر گوشہ، حر کے لشکر کے سامنے یوں خطاب کرتا ہے۔

۱ سیر اعلام النبلاء الذھبی

ایھا الناس: إن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال:

من رأی سلطانا جائرا مستحلا لحرم اللہ، ناکثا لعھد اللہ مخالفا لسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعمل فی عباد اللہ بالاثم والعدوان فلم یغیر ما علیہ بفعل ولا قول کان حقا علی اللہ ان یدخلہ مدخلہ۔ الا وإن ھؤلاء قد لزموا طاعۃ الشیطان وترکوا طاعۃ الرحمن واظھروا الفساد وعطلوا الحدود واستأثروا بالفیء واحلوا حرام اللہ وحرموا حلالہ وأنا احق من غیر ۔ [1]

اے لوگو!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے کسی ظالم حکمران کو دیکھا جو
اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرنے والا ہو
اللہ کے عہد کو توڑنے والا ہو۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا مخالف ہو۔
اللہ کے بندوں کے فیصلے اثم وعدوان سے کرے۔
پھر وہ آدمی اپنے قول وفعل سے اسے بدلنے کی کوشش نہ کرے
اللہ پر یہ حق ہے کہ اسے بھی وہاں پہنچائے جہاں ظالم حکمران کو پہنچایا جائیگا

سن لیجئے!

ان حکمرانوں نے شیطان کی اطاعت کو لازم کر لیا۔

۱ الکامل لابن الاثیر جلد چہارم ص ۴۸

رحمٰن کی اطاعت کو ترک کر دیا۔

زمین میں فساد پھیلا دیا۔

اللہ کی حدود کو معطل کر دیا۔

فئی کا مال خود ہضم کر لیا۔

اللہ کی حرام چیزوں کو حلال اور حلال چیزوں کو حرام کر دیا۔

اب مجھ پر لازم ہے کہ ان ظالموں کے خلاف جہاد کروں۔

کیا ایسا جہاد اسلامی جہاد نہیں؟ ان حالات میں وطن، مال وجان اور اولاد کی قربانی دینا ملت کی ہچکولے کھاتی ہوتی ناؤ کو سہارا دینا نہیں؟ کیا یہ جہاد اکبر نہیں؟ اور قوی تر ایمان کی دلیل نہیں؟

ارشادِ گرامی سنئے!

من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان [1]

جب تم میں سے کوئی کسی برائی کو دیکھے تو

اسے اپنے قوتِ بازو سے روکے۔

اگر اس کی طاقت نہیں تو زبان سے روکے۔

اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو دل سے برا جانے۔

اور دل سے برا جاننا سب سے کمزور ایمان ہے۔

وہ ذات جس کی رگوں میں خونِ حیدری گردش کر رہا ہو اور جس کی آنکھوں میں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے ہوں اس کا ایمان

لے

کمزور ایمان نہیں بلکہ سب سے طاقتور ایمان ہے۔ اسی قوی ایمان نے ظالم حکمرانوں کے عشرت کدوں میں زلزلہ پیدا کیا اور اس ایمانی قوت کے ثمرات رہتی دنیا تک باقی رہیں گے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس حادثہ کربلا سے کئی سال قبل جب یہاں سے گزرے

صلّی عند شجرۃ ثم قال ھٰھنا شھداء ھم خیر الشھداء غیر الصحابۃ یدخلون الجنۃ بغیر حساب [1]

آپ نے درخت کے پاس نماز ادا کی پھر آپ نے فرمایا۔

اس سرزمین میں کچھ افراد شہید ہوں گے وہ صحابہ کرام کے بعد سب سے بہتر شہید ہوں گے اور جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کئی سال قبل امام حسین کی بہتر شہادت کی گواہی یزید کے ناحق اور ظالم ہونے کی دلیل نہیں۔ اور گزشتہ سطور میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے نقل کئے گئے خطبات جہاں عظمت نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ دیتے ہیں وہاں یزید کے بدترین دورِ حکومت اور اس کی ہر برائی کو آشکارا کرتے ہیں۔

کربلا کی رات

یزیدی لشکر تو شاید اس رات نشے میں مست ہو گا لیکن جگر گوشۂ بتول اور نورِ دیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ساری رات بستر پر سویا نہیں

لے البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص ۱۹۹

بلکہ مصلیٰ تھا کعبہ کی جانب رُخ تھا اور اللہ سے لَو لگی ہوئی تھی۔

بات الحسین و اصحابہ طول اللیل یصلون و یستغفرون ویدعون [1]

حضرت امام حسین اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے ساری رات جاگ کر گزاری۔

کبھی نماز پڑھتے ہیں۔

کبھی استغفار کرتے ہیں۔

اور کبھی اپنے اللہ سے دعائیں مانگتے ہیں۔

اس بات سے بھی حق اور باطل کا امتیاز ہوتا ہے چشم تصور سے میدانِ بدر میں پہنچیے وہاں آپ کو حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کے نانا صلی اللہ علیہ وسلم ساری رات مصلیٰ پر نظر آئیں گے۔ وہی سید الانبیاء باعثِ تخلیقِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم اس شان سے اپنے نواسے کی تربیت کرتے ہیں۔ کہ اسی تربیت سے متاثر ہو کر وہ بھی کربلا کے میدان میں ساری رات سربسجود ہو کر تسبیح و مناجات میں بسر کرتے ہیں

آخر وہ دن بھی آیا جب ظالم حکمرانوں نے امام حسین کو شہید کر دیا۔ ان درندہ صفات نے اسی پر بس نہ کیا بلکہ اس خانوادہ کے

[1] البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص ۱۹۱

چھوٹے بچوں کو بھی شہید کر دیا اور باپردہ خواتین کو قیدی بنا لیا۔

ان ظالموں نے کس حسین کو شہید کیا؟

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے پر کھیلتا تھا۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس سے محبت کرتے اور اسے اپنا پھول قرار دیا [2]

جو حسین سے محبت کرتا ہے اللہ اس سے محبت کرتا ہے [3]

او ظالمو!

تم نے اس مقدس ہستی اور اس کے بچوں اور عزیزوں کو شہید کر کے مشرکین مکہ اور طائف کے ظالموں کے ریکارڈ بھی توڑ دیئے۔ اب کس منہ سے اسلام کا نام لیتے ہو اور مسلمان کہلواتے ہو۔

یزید کے دربار میں

آئیے یزید کے دربار میں چلتے ہیں اور مشاہدہ کرتے ہیں کہ اس خونی حادثہ میں یزید کہاں تک شریک ہے

ابن زیاد نے ان اسیر خواتین کو اور امام حسین کے ایک چھوٹے نورِ نظر کو یزید کے دربار میں بھیج دیا۔ اس قافلہ کے ساتھ سیدنا امامِ حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک بھی تھا۔

دربار یزید کی کیفیت امام ذہبی کی زبانی سماعت فرمائیے۔

[1] سیر اعلام النبلاء ص ۲۸۲ جلد سوم۔ [2] البدایۃ والنہایہ جلد ۸ ص ۲۰۵ وقال رواہ البخاری

[3] سیر اعلام النبلاء جلد سوم ص ۲۸۳، مسند احمد جلد چہارم ص ۱۷۲، ابن ماجہ ص ۱۴۴، الترمذی ص ۳۷۷۵ حدیث حسن، المستدرک ص ۱۷۷ جلد سوم صحیح، تلخیص المستدرک ص ۱۷۷ جلد سوم صحیح

جهزهم الی الشام، فلمّا قدموا علی یزید، جمع من
کان بحضرته وهنّؤوه ۱؎

ابن زیاد نے اس قافلہ کو شام کی طرف روانہ کر دیا جب یہ یزید کے دربار میں پہنچے تو یزید نے اپنے درباریوں کو اکٹھا کیا اور انہوں نے اسے مبارکباد پیش کی۔

یزیدی دربار میں تو شہنائیاں بج رہی ہیں۔ اب کیسے کہا جائے کہ یزید اس میں ملوث نہ تھا۔ ابھی چند صفحات قبل آپ پڑھ چکے ہیں کہ یزید نے ابن زیاد کو تحریری حکم دیا تھا کہ مسلم بن عقیل کو قتل کر دیا جائے۔ یہ حکم بھی تو ہمارے اس نظریہ کی تائید کرتا ہے کہ وہ اس میں ملوث تھا بلکہ یہ سب کچھ اس کے حکم سے ہوا۔

علامہ ابن الاثیر کی سنیئے۔

لمّا وصل رأس الحسین الی یزید حسنت حال ابن
زیاد عنده وزاده ووصله وسرّه ما فعل ۲؎

جب یزید کے پاس حضرت امام حسین کا سر مبارک پہنچا تو اس کے نزدیک ابن زیاد کا مرتبہ بڑھ گیا۔

اس کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوگیا۔

اسے اپنا اور قریبی کر لیا۔

اور جو کچھ اس نے کیا اس پر خوشی کا اظہار کیا۔

ہاں ظالم کو ظالم سے پیار ہوتا ہے۔ بے دین کو بے دین سے محبت

۱؎ سیر اعلام النبلاء ص ۳۰۹ جلد سوم ۲؎ الکامل لابن الاثیر جلد چہارم ص ۸۷

ہوتی ہے اور بے ضمیر بے ضمیر کا مدد و معاون ہوا کرتا ہے تو اگر ابن زیاد اور یزید کی ملی بھگت سے خانوادہ رسول شہید ہوا اور یزید نے ابن زیاد کے کارناموں کو سراہا تو حیرانگی کی کوئی بات نہیں۔

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز۔

علامہ ابن کثیر یزیدی دربار کا ایک دلدوز منظر پیش کرتے ہیں۔

ثمّ اذن للناس فدخلوا علیه والرأس بین یدیه
ومعه قضیب وهو ینکت به ثغره ثمّ قال ....

یفلّقن هاماً من رجال أعزّة
علینا وهم کانوا أعقّ وأظلما

فقال له ابو برزة الاسلمی
..... أما انّک یا یزید تجیئ یوم القیامة وابن زیاد
یشفعک ویجیئ هذا ومحمد (صلی الله علیه وسلم) شفیعه ۱؎

پھر یزید نے لوگوں کو اذن عام دے دیا۔ وہ سب دربار یزید میں داخل ہوئے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر اس کے سامنے تھا اور اس کے ہاتھ میں چھڑی تھی اور وہ چھڑی آپ کے ہونٹوں پر مار رہا تھا پھر کہتا تھا۔

ان تلواروں نے ایسے آدمیوں کی کھوپڑیوں کو اڑا دیا جو ہم پر بڑے شاق تھے اور وہ بڑے نافرمان اور ظالم تھے۔

(اب بتائیے کیا یزید اس جرم میں برابر کا شریک نہیں؟ بلکہ اس

۱؎ البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص ۱۹۲، الکامل لابن الاثیر جلد چہارم ص ۸۵

جرم میں بڑا کردار ہی یزید کا ہے۔ اس کے دربار میں ابو برزہ اسلمی بیٹھے تھے،'

انہوں نے یزید سے کہا۔

قیامت کے دن تو آئے گا اور ابنِ زیاد تیرا شفیع ہو گا۔

اور یہ مبارک سر والے آئیں گے تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شفاعت کی چادر میں انہیں چھپائیں گے۔

یہ وہ پہلی آواز تھی جو یزید کے دربار میں یزید کے بدنصیب اور جہنمی ہونے کا اعلان کر رہی تھی۔

یزیدی دربار میں ایک واقعہ پیش آیا جس نے اس کے خبثِ باطن کو بالکل آشکارا کر دیا۔

علامہ ابن کثیر اور علامہ ابن اثیر کی زبانی سنیئے۔

قام رجلٌ من اهل الشام فقال :-

هب لِي هذه يعني فاطمة، فأخذت بثياب اختها زينب وكانت اكبر منها، فقالت زينب كذبت ولؤمت ما ذالك لك ولا له فغضب يزيد فقال كذبت والله إن ذالك لِي ولو شئت ان افعله لفعلته [1]

یزیدی دربار میں ایک شامی آدمی کھڑا ہو کر یوں گویا ہوا۔

اے یزید! زینب کی چھوٹی بہن فاطمہ مجھے ہبہ کر دے حضرت فاطمہ حضرت زینب کے کپڑوں سے چمٹ گئیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا

[1] البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص ۱۹۴ ، الکامل لابن الاثیر جلد چہارم ص ۸۶

نے اس آدمی سے کہا تو نے جھوٹ بولا اور کمینگی کا اظہار کیا نہ یہ تیرے لئے ہے اور نہ اس کے لئے۔ (یزید کو چاہیئے تھا کہ فوراً اس آدمی کو ٹوکتا اور اس جسارت پر اسے سزا دیتا اور کہتا کہ میرے نبی کی جگر گوشیوں کے بارے میں ایسے کلمات ناقابل معافی ہیں لیکن یزید نے جو کردار اس وقت ادا کیا وہ اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سرے سے مانتا ہی نہ تھا)

اس یزید نے کہا :-

اے زینب اللہ کی قسم! تو نے جھوٹ بولا۔ یہ فاطمہ تو میرے لئے ہے۔ اگر میں ایسا کرنا چاہوں تو کر گزروں۔

صد حیف ہے ایسے کلمہ گو پر جو اب بھی یزید کے بارے میں نرم گوشہ رکھتا ہے۔

حضرت ابنِ عبّاس کا مکتوب

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک خط یزید کی طرف لکھا جس کے مندرجات درجِ ذیل ہیں۔

وقد قتلتَ حُسَيناً وفتيان عبد المطلب مصابيح الهدىٰ ونجوم الاعلام غادرتهم خيولك بأمرك .....

فنزلت به خيلك عداوةً منك لله ولرسوله ولاهل بيته، الّذين اَذهب الله عنهم الرجس وطهّرهم تطهيراً۔

اے یزید!

تو نے حسین کو قتل کر دیا حالانکہ عبد المطلب کے جوان ہدایت
کے چراغ اور وہ ستارے ہیں جو راہنمائی کرتے ہیں۔ تیرے گھڑ سواروں
نے تیرے حکم سے ان پر حملہ کیا۔

.... تیرے گھوڑے نے حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کو روندا
یہ تیری عداوت اور دشمنی تھی ۔
اللہ سے ، اس کے رسول سے
اور رسول کی اہل بیت سے ، جن سے اللہ نے رجس کو دُور
کر دیا اور انہیں پاک وصاف کر دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مکتوب اور درج بالا شواہد سے
ظاہر ہوا کہ کربلا کا خونی حادثہ یزید کے ایماء اور حکم پر ہوا۔

کیا اہل بیت کو تکلیف دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینا نہیں؟
کیا حسین ابن علی کو شہید کرنا اور ان کے سر مبارک پر چھڑیاں مارنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینا نہیں؟

اب ذرا قرآن کی تلاوت کیجئے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللهُ فِي الدُّنيا
وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا [1]

بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے
ہیں۔ اللہ کی لعنت ہے ان پر دنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان
کے لئے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔

[1] سورۃ احزاب ، آیت ۵۷

یزید کا دوسرا کارنامہ

مدینہ طیبہ پر حملہ

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے عزیز و اقارب کو
شہید کروا کر بھی یزید کے دل میں ٹھنڈک نہ پڑی۔ اس نے دوسرا حکم یہ
جاری کیا کہ مدینہ طیبہ پر حملہ کر دیا جائے۔ اس حکم کی تکمیل کے لئے سب
سے پہلے اس کی نگاہِ انتخاب ابن زیاد پر پڑی۔

بعث الی ابن زیاد یأمره بالمسیر الی المدینة ومحاصرة
ابن الزبیر ...... ثم ارسل (ابن زیاد) الیه یعتذر [1]

یزید نے ابن زیاد کی طرف حکم بھیجا کہ مدینہ کی طرف کوچ کرو
اور مکہ میں ابن زبیر کا محاصرہ کرو۔

ابن زیاد نے اس حکم کو سنا..... پھر یزید کی طرف معذرت نامہ بھیج دیا

مسلم بن عقبہ

مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کیلئے یزید کی نگاہِ انتخاب ابن زیاد کے انکار
کے بعد مسلم بن عقبہ پڑی اور اس شخص نے یزید کی فرمانبرداری کا
حق ادا کر دیا۔ یزید اسے ہدایات دیتے ہوتے کہتا ہے۔

إذا ظهرت عليهم فانهبها ثلاثاً [2]

[1] الکامل لابن الاثیر جلد چہارم ص ۱۱۲ [2] الکامل لابن الاثیر جلد چہارم ص ۱۱۲

جب تم مدینہ فتح کرو تو اس شہر کو تین دن تک لوٹو۔

ہائے اسلام! تیرے چاہنے والے نہ رہے۔

وہ مدینہ جسے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ وہ پاک سرزمین جہاں جبریل امین وحی لے کر اترا کرتے تھے اس کے بارے میں یہ حکم کہ اسے تین دن تک لوٹتے جاؤ۔

تف ہے ایسے دعوائے مسلمانی پر۔

ان ہدایات کو لے کر مسلم بن عقبہ مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہوا۔ اس وقت موجود صحابہ اور صحابہ کرام کی اولاد نے ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن یزیدی لشکر بہت زیادہ تھا۔ آخر وہ وقت بھی آیا کہ یزیدی لشکر نے مدینہ طیبہ پر غلبہ حاصل کر لیا۔

أباح مسلم بن عقبة ..... المدینة ثلاثة ایام کما أمره یزید[1]

مسلم بن عقبہ نے مدینہ طیبہ کو تین دن تک اپنی افواج کیلئے حلال کر دیا اور اس نے ایسا ہی کیا جیسا اسے یزید نے حکم دیا تھا۔

غور فرمایئے! وہ فوج جس نے نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بچوں کو شہید کرنے میں ذرا ہچکچاہٹ محسوس نہ کی اس نے اس شہر کا کیا حال کیا ہو گا۔ العیاذ باللہ من ذالک۔

اے کاش! اس وقت زمین پھٹ جاتی یا آسمان سے پتھروں کی بارش نازل ہو جاتی۔

فأرسل الیهم مسلم بن عقبة وأمره ان یستبیح المدینة

[1] البدایة والنهایة جلد ہشتم ص ۲۱۹

ثلاثة ایام وان یبایعهم علی انهم خول وعبید لیزید ..... ففعل بها مسلم الافاعیل القبیحة وقتل بها خلقاً من الصحابة وأبنائهم وخیار التابعین وأفحش القضیة الی الغایة[1]

یزید نے مسلم بن عقبہ کو اہل مدینہ کی طرف بھیجا اور اسے حکم دیا کہ مدینہ کو تین دن تک حلال سمجھے اور ان سے اس بات پر بیعت لے کہ وہ سب یزید کے غلام اور لونڈیاں ہیں۔

مدینہ پہنچ کر مسلم نے قبیح حرکتیں کیں۔ بہت سے صحابہ، صحابہ کے بیٹوں اور خیار التابعین کو قتل کر دیا اور اس نے بے حیائی کی انتہا کر دی۔

اہل بیت اطہار پر ظلم و زیادتی کی تفصیلات سن کر شاید کسی کی آنکھ سے آنسو نہ ٹپکے لیکن اس یزید کے ہاتھ تو صحابہ و تابعین کے خون سے بھی رنگین ہیں اور اس نے تو صحابہ کی بہو بیٹیوں کو بھی معاف نہ کیا۔

اگر اب بھی یزید مسلمان ہے اور آپ بھی اسے مسلمان سمجھتے ہیں تو یہ مسلمانی اسے بھی اور آپ کو بھی مبارک ہو۔

أباح مسلم المدینة ثلاثاً یقتلون الناس ویأخذون المتاع والاموال[2]

مسلم نے مدینہ کو تین دن تک مباح قرار دیا۔ اس کی فوج لوگوں کو قتل کرتی رہی اور ان کا مال و متاع لوٹتی رہی۔

[1] تہذیب التہذیب جلد گیارہ ص ۲۸۱ [2] الکامل لابن الاثیر جلد چہارم ص ۱۱۸

مدینہ میں یزید کیلئے بیعت

دعا مسلم الناس الی البیعۃ لیزید علی انھم خول لہ یحکم فی دمائھم واموالھم واھلیھم من یشاء فمن امتنع ذالک قتلہ۔

مسلم بن عقبہ نے لوگوں کو یزید کی بیعت کی طرف بلایا کہ اہالیان مدینہ یزید کے غلام اور لونڈیاں ہیں اور وہ ان کی جان، انکے مال اور اہلِ خانہ کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے۔

جس شخص نے ایسی بیعت کرنے سے انکار کردیا اسے قتل کردیا گیا۔

قال القریشیان:

نبایعک علی کتاب اللہ وسنۃ رسولہ فضرب اعناقھما [1]

دو قریشی مسلم بن عقبہ کے پاس آئے اور کہا کہ

ہم کتاب اللہ اور سنت رسول پر تیری بیعت کرتے ہیں۔

اتنی بات سُننے کی دیر تھی کہ مسلم نے ان دونوں کے سر انکے تنوں سے جدا کر دیئے۔

اُتی بیزید بن وھب فقال لہ: بایع قال ابایعک علی الکتاب والسنۃ قال اقتلوہ ...... ثم قتل یزید۔ [2]

یزید بن وہب پکڑ کر لایا گیا اسے کہا گیا بیعت کرو۔

انہوں نے کہا:۔

[1] الکامل لابن الاثیر جلد چہارم ص۱۱۸۔ [2] الکامل لابن الاثیر

میں کتاب وسنت پر تیری بیعت کرتا ہوں۔

مسلم نے اپنے جلادوں کو کہا اسے قتل کر دو۔

ابنِ وہب بھرے دربار میں قتل کر دیا گیا۔

دو قریشیوں اور ابن وہب کو کس جرم میں قتل کیا گیا۔ انہوں نے فقط یہی کہا تھا کہ ہم کتاب اللہ اور سنت رسول پر یزید کے لئے بیعت کرتے ہیں۔ یزید کے ساتھ کتاب وسنت کا نام سُنتے ہی انہیں قتل کر دیا گیا۔

اگر یزید کے حواری اور اس کے مقربین یزید کے نام کے ساتھ کتاب وسنت کا نام سُننا گوارا نہیں کرتے تو ہمیں کیا سر دردی ہے اسے خواہ مخواہ مسلمان کہتے پھریں۔

مسجد نبوی

مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں بھی ان تین دنوں میں آذان نہ ہو سکی۔

لما کان ایام الحرۃ لم یؤذن فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثاً ولم یقم ولم یبرح سعید بن المسیب المسجد وکان لایعرف وقت الصلوٰۃ الا بھمھمۃ یسمعھا من قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم [1]

ایام حرہ میں تین دن تک مسجد نبوی میں نہ اذان ہوتی اور نہ

[1] مشکوٰۃ المصابیح ص۵۴۵ بروایت الدارمی

اقامت۔ حضرت سعید بن مسیب ان تین دنوں میں مسجد نبوی میں چھپے رہے انہیں نماز کے اوقات کا پتہ نہ چلتا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ سے خفیہ آواز آتی جسے حضرت سعید بن مسیب سنتے (اور نماز ادا کرتے)

اذان شعائر اسلام سے ہے اس اذان کو بند کر دینا ایمان کے نہ ہونے کی دلیل ہے۔

یہی وہ چیزیں تھیں جن کے پیشِ نظر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اس یزید کا اچھے لفظوں سے ذکر نہ سننا چاہتے تھے۔

کنت عند عمر بن عبدالعزیز فقال رجل:

قال امیر المومنین یزید

فأمر بہ فضرب عشرین سوطاً ۱؎

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بھرے دربار میں ایک آدمی نے بات کرتے ہوئے کہا۔

امیر المومنین یزید نے کہا۔

(یزید کے ساتھ امیر المومنین کا لفظ عمر بن عبدالعزیز کی برداشت سے باہر تھا) فوراً جلاد کو حکم دیا اور اس آدمی کو بھرے دربار میں بیس (۲۰) درے مارے گئے۔

۱؎ تہذیب التہذیب جلد گیارہ ص۳۱۷
سیر اعلام النبلاء ص۴۰

یزید کا تیسرا کارنامہ

کعبہ کا محاصرہ

مدینہ پر اپنی فتح ونصرت کے جھنڈے لہرا کر یہ یزیدی لشکر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا۔

ثم توجہ اِلی مکۃ فأخذہ اللہ تعالیٰ قبل وصولہا ۱؎

مسلم بن عقبہ پھر کعبہ کی طرف روانہ ہوا۔ ابھی راستہ میں ہی تھا کہ اسے موت نے دبوچ لیا۔

اس مسلم بن عقبہ نے مرنے سے پہلے حصین بن نمیر السکونی کو اپنا خلیفہ بنایا اس نے اپنی فوج لے کر کعبۃ اللہ پر چڑھائی کر دی اور اللہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔

نصبوا علی الکعبۃ المنجنیق فأدی اِلی وھی ارکانھا وھی بنائھا ثم أحرقت ۲؎

انہوں نے کعبہ پر منجنیق نصب کر دی وہ منجنیق پتھر گرانے لگی کعبہ کے ارکان اور کعبہ کی عمارت پر۔ (بات یہیں پر بس نہ ہوتی بلکہ انہوں نے آگ برسانی شروع کر دی) جس سے کعبۃ اللہ جل گیا۔

رموا البیت بالمناجیق وحرّقوہ بالنار ۳؎

۱؎ تہذیب التہذیب ص۳۱۶ ۔ ۲؎ تہذیب التہذیب جلد گیارہ ص۳۱۶
۳؎ الکامل لابن الاثیر جلد چہارم ص۱۱۹

انہوں نے کعبہ معظمہ، بیت اللہ پر منجنیقوں کے ذریعے گولہ باری شروع کردی اور انہوں نے بیت اللہ کو نذر آتش کر دیا۔

اے ابراہیم و اسماعیل (علیہما الصلوٰۃ والسلام) آپ کہاں ہیں؟ آپ کے تعمیر کردہ کعبہ پر پتھروں کی بارش ہو رہی ہے۔

اے نبیوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم دیکھئے۔ آپ کے کعبہ پر سنگ باری ہو رہی ہے۔

اے کعبۃ اللہ میں علی الاعلان نماز پڑھنے والے فاروق رضی اللہ عنہ دیکھئے اسی کعبہ پر پتھراؤ ہو رہا ہے۔

فتح مکہ کے روز کعبے بتوں کو توڑنے والے شیر خدا رضی اللہ عنہ دیکھئے اسی مقدس گھر کو آگ لگائی جا رہی ہے۔

ہاں ہاں! کعبۃ اللہ کو بنانا اور آباد کرنا آپ جیسی مقدس ہستیوں کا کام تھا اور اسے برباد کرنا آگ لگانا یزید اور اس کے حواریوں کا کام ہے۔

یہ نصیب نصیب کی بات ہے۔

یزید کی موت

یزید کے حکم سے کعبۃ اللہ پر پتھراؤ ہو رہا تھا۔ اسی کعبہ کو نذر آتش کیا جا رہا تھا کہ اسے پیام اجل آگیا۔

فی اثناء افعالھم القبیحۃ جاءھم الخبر بھلاک یزید [۱]

یزید کے حواری کعبہ پر سنگ باری اور آتش زنی کے ساتھ قبیح افعال کے مرتکب ہو رہے تھے کہ انہیں یزید کی موت کی خبر پہنچی۔

گزشتہ صفحات میں آپ نے پڑھا کہ یزید کو بندروں اور ریچھوں سے بڑی محبت تھی اور وہ بندروں کو سونے کی ٹوپیاں پہناتا تھا۔

اب اس کی موت کا منظر علامہ ابن کثیر کی زبانی سنئے۔

قیل:

اِن سبب موتہ اُنہ حمل قردۃ وجعل ینقزھا فعضتہ [۲]

یزید کی موت کا سبب یہ ہے کہ اس نے ایک مادہ بندر کو اٹھایا ہوا تھا اور اسے مار رہا تھا کہ اس مادہ بندر نے اپنے دانت اس کے جسم میں پیوست کردیئے (اور وہ مر گیا)

عذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔

المرءُ مع من اَحبّ [۳]

قیامت کے دن آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ دنیا میں محبت کرتا تھا۔ یزید کا حشر و نشر اب کسی سے مخفی نہیں رہنا چاہیئے۔

ہم سیّد الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں اور قیامت کے دن انہیں کی شفاعت کے امیدوار ہیں۔ اسلئے علی الاعلان کہتے ہیں۔

۱؎ تہذیب التہذیب جلد گیارہ ص۳۱۶ ۔ ۲؎ البدایۃ والنہایہ جلد آٹھ ص۲۳۶
۳؎

یانبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے ناآشنا رہے ہیں۔

یزید کے فضائل پر ایک نظر

— آپ یزید کے سیاہ کارناموں کو خواہ مخواہ اجاگر کر رہے ہیں۔ وہ تو مغفور ہے۔

— کیوں؟ کس دلیل سے؟

— ارشادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اول جیش من اُمتی یغزون مدینۃ قیصر مغفورٌ لھم ۱؎

میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا مغفور ہے۔

چونکہ یزید اس لشکر میں شامل تھا اس لئے وہ مغفور ہوا۔

— یہ بالکل غلط ہے۔

جس لشکر نے سب سے پہلے شہر قیصر پر حملہ کیا تھا یزید اس میں شامل نہ تھا۔

بلادِ رُوم پر پہلا حملہ

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

فیھا (ای فی ۳۲ھ) غزا معاویۃ بلاد الروم حتی بلغ المضیق، مضیق القسطنطنیۃ ۲؎

۱؎

۲؎ البدایۃ والنہایہ جلد ہفتم ص ۱۵۹

۳۲ھ میں حضرت امیر معاویہ نے بلادِ روم پر حملہ کیا یہاں تک کہ تنگ نائے، قسطنطنیہ کی تنگ نائے تک پہنچ گئے۔

علامہ ابن الاثیر لکھتے ہیں۔

فیھا (ای فی ۳۲ھ) غزا معاویۃ بلاد الروم حتی بلغ المضیق مضیق القسطنطنیۃ ۱؎

سن ۳۲ ہجری میں حضرت امیر معاویہ نے بلادِ روم پر حملہ کیا، یہاں تک کہ قسطنطنیہ کی تنگ نائے تک پہنچ گئے۔

یزید اس وقت بالکل نوعمر تھا۔

بلادِ روم پر دوسرا حملہ

فیھا (ای فی ۴۲ھ) غزا المسلمون اللان وغزوا الروم فھزموھم ھزیمۃ منکرۃ ۲؎

سن ۴۲ ہجری میں مسلمانوں نے لان اور روم پر حملہ کیا اور رومیوں کو شکستِ فاش دی۔

علامہ ابن کثیر بھی لکھتے ہیں۔

فیھا (ای فی ۴۲ھ) غزا المسلمون اللان والروم ۳؎

سن ۴۲ ہجری میں مسلمانوں نے لان اور روم پر حملہ کیا۔

بعض احباب نے اس غزوہ کے وقوع پر نقد و جرح کی ہے۔

۱؎ الکامل لابن الاثیر ص ۱۳۱ جلد سوم ۲؎ الکامل لابن الاثیر ص ۴۲۰ جلد سوم

۳؎ البدایہ والنہایہ ص ۲۴ جلد ہشتم

لیکن علامہ ابن خلدون نے بڑے جزم سے اسے لکھا ہے اور ان کا لکھنا اس کے ہونے کی دلیل ہے۔

دخل المسلمون سنۃ اثنتین واربعین الی بلاد الروم فھزموھم ..... ثم دخل بُسرُ بن ارطاۃ ارضھم سنۃ ثلاث واربعین ومشٰی بھا وبلغ القسطنطنیہ [1]

مسلمان سنہ ۴۲ھ میں بلادِ روم پر حملہ آور ہوتے اور انہیں شکستِ فاش دی پھر بسر بن ارطاۃ سنہ ۴۳ھ میں سرزمین روم میں داخل ہوا۔ یہاں تک کہ وہ قسطنطنیہ پہنچ گیا۔

بلادِ رُوم پر تیسرا حملہ

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں۔

ثم بعث معاویۃ سنۃ خمسین جیشا کثیفاً الی بلاد الروم مع سفیان بن عوف وندب یزید ابنۃ معھم وفتثاقل فترکہٗ [2]

حضرت امیر معاویہ نے سن ۵۰ ہجری میں بلاد روم کی طرف سفیان بن عوف کی معیت میں ایک لشکرِ جرار بھیجا۔ اور اپنے بیٹے یزید کو بھی اس میں شریک ہونے کو کہا اس نے بڑی گرانی کا اظہار کیا چنانچہ آپ نے اسے چھوڑ دیا۔

غور فرمایئے!

پہلا حملہ سنہ ۳۲ھ میں ہوا۔

[1] تاریخ ابن خلدون صـ۱۹ جلد سوم [2] تاریخ ابن خلدون صـ۱۹ جلد سوم

دوسرا حملہ سنہ ۴۲ھ میں ہوا۔

تیسرا حملہ سنہ ۵۰ھ میں ہوا۔

اس تیسرے حملہ میں بھی یزید شریک نہ ہوا بلکہ اپنی شرکت کا نام سن کر اسے اپنی طبیعت میں بوجھ محسوس ہوا۔ جس کے اثرات واضح تھے۔ اس لئے اسے چھوڑ دیا گیا۔

اب دوبارہ حدیث پاک کے کلمات ملاحظہ ہوں۔

اَوّلُ جیشٍ من اُمّتی یغزون مدینۃ قیصر مغفورٌ لَھُمْ۔

میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر حملہ کریگا۔ مغفور ہے۔

خود ہی فیصلہ کیجئے کیا یزید اس حدیث کا مصداق ہے جبکہ وہ پہلے دوسرے میں شریک نہیں ہوا اور تیسرے میں اسے جانے کے لئے کہا گیا لیکن اس نے طبیعت پر بوجھ کا اظہار کیا اور اسے چھوڑ دیا گیا۔

یزید کی شرکت اور اس کا سبب

خدا کی قدرت ملاحظہ ہو۔ بلادِ روم پر سنہ ۵۰ھ میں حملہ کرنے والے تیسرے لشکر کو راستہ میں چند تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔

ان تکالیف کی خبر جب دارالسلطنت میں پہنچی تو یزید نے جس ردِ عمل کا مظاہرہ کیا، سماعت فرمایئے۔

اُصَابَ الناسَ فی غزاتھم جوعٌ ومرض شدید فانشأ یزید یقولُ:۔

ما إن أبالی بما لاقت جموعھم

بالفرقدونة من حمّی ومن شوم

إذا اتکأت علی الانماط مرتفقاً

بدیر مرّان عندی أُمّ کلثوم

واُم کلثوم امرأته[1]

اس غزوہ میں لوگوں کو بھوک اور سخت بیماری نے آلیا۔

جب اس کی خبر دار الخلافہ میں پہنچی تو یزید نے اشعار کی صورت میں اپنے خیالات کا اظہار شروع کیا۔

(اشعار کا ترجمہ ملاحظہ ہو) مجھے اس بات کا کوئی رنج نہیں کہ بخار اور بدقسمتی نے ان جہاد کرنے والوں کو سخت ہموار زمین میں آدبوچا۔ کیونکہ میں دیر مرّان میں تکیوں پر ٹیک لگائے نرم غالیچوں پر بیٹھا ہوں اور میرے پہلو میں میری بیوی ام کلثوم ہے۔

ان اشعار پر تبصرہ فی الحال آپ کے ذوق پر چھوڑتا ہوں۔

ان اشعار کی خبر جب حضرت امیر معاویہ تک پہنچی تو انہوں نے قسم دے کر یزید کو بلادِ روم جانے کو کہا اور اسے مجبوراً جانا پڑا۔

وہ آدمی جس کی غزوہ میں شریک ہونے کی نیت ہی نہ ہو اور اسے جبراً بھیجا جائے۔ کیا وہ آدمی اجر و ثواب کا مستحق ہے؟

إنما الاعمال بالنّیات۔

اعمال کے اجر و ثواب کا انحصار نیتوں پر ہے۔

[1] الکامل لابن الاثیر جلد سوم ص۴۵۸ ۔ تاریخ ابن خلدون

عمل اچھا ہو نیت بری ہو تو وہ اچھا عمل بھی کرنے والے کے حق میں اچھا نہیں رہتا۔ جیسے کوئی نماز دکھلاوے کیلئے پڑھ رہا ہو۔ یا حصولِ شہرت کے لئے صدقہ و خیرات کر رہا ہو۔ تو یہ عمل اس کے حق میں اچھا نہیں۔ اسے اس عمل کی سزا ملے گی حالانکہ فی نفسہٖ یہ عمل اچھا ہے۔

ایک حدیثِ پاک سماعت فرمائیے۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یغزو جیش الکعبۃ فاذا کانوا ببیداء من الارض یُخسَفُ بأوّلھم وآخرھم قالت قلت یا رسول اللہ! کیف یخسف بأوّلھم وآخرھم وفیھم أسواقھم ومن لیس منھم؟ قال یخسف بأوّلھم وآخرھم ثم یبعثونَ علی نیّاتھم[1]

اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ایک لشکر کعبہ پر حملہ کرنے کی غرض سے آئے گا۔ جب وہ بے آب و گیاہ زمین میں پہنچے گا تو اس لشکر کے اوّل و آخر سب کو زمین میں دھنسا دیا جاتے گا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے عرض کی۔

یا رسول اللہ! ان کے اوّل و آخر سب کو کیسے زمین میں دھنسا دیا جائیگا حالانکہ ان میں ان کے رعایا بھی ہوگی اور وہ افراد

[1] ریاض الصالحین ص۵ و قال متفق علیہ۔

بھی ہوں گے جو ان میں سے نہ ہونگے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ان کے اوّل وآخر سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا لیکن قیامت کے دن انکو انکی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔

دیکھا !

اگر کوئی لشکر کعبہ پر حملہ کرنے کی غرض سے جا رہا ہے۔ اس لشکر میں ایک یا ایک سے زائد ایسے آدمی ہوں جنہیں ان کی مرضی کے خلاف جبراً لے جایا جا رہا ہو۔ ایسے افراد اس لشکر میں ہوتے ہوئے بھی ان میں نہیں ہیں۔ اسی طرح ایک لشکر جب اعلاءِ کلمۃ الحق کی خاطر جہاد کیلئے روانہ ہو رہا ہو تو ایک آدمی ان مجاہدین کا مذاق اڑاتا ہو اور پھر اسے مجبوراً اس لشکر میں بھیج دیا جائے تو وہ آدمی بھی اس لشکر میں ہوتے ہوئے ان میں سے نہیں ہے۔

عمومی بشارت

یہ بشارت اپنے مفہوم کے اعتبار سے عمومی ہے اور جو بشارت عمومی ہو اس میں احتمالِ تخصیص ہوتا ہے۔

ارشادِ گرامی ہے۔

من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ [1]

جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

[1]

کیا وہ آدمی جو ایک مرتبہ کلمہ پڑھ کر مرتد (العیاذ باللہ) ہو جائے کیا وہ جنت میں جائے گا ؟

منافقین جو کلمہ طیبہ پڑھتے تھے ان کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے

اِن المنافقین فی الدرك الاسفل من النار

یقیناً منافقین آگ کے نچلے طبقے میں ہوں گے۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہوگا جنت میں وہ جائے گا جو آخر وقت تک کلمہ طیبہ کا دل وجان سے اقرار کرتا رہا ہو۔

بفرضِ محال اگر یہ کہا جائے کہ یزید واقعی اس لشکر میں جہاد کی نیت سے شامل ہوا تھا تو بھی بعد والے اس کے سیاہ کارنامے،

اہلِ بیت اطہار کو شہید کرنا۔

مدینہ طیبہ پر حملہ کرنا اور متعدد صحابہ کرام کو شہید کرنا۔

مکہ مکرمہ پر سنگ باری کرنا اور کعبہ کو آگ لگانا۔

یزید کو اس بشارت سے خارج کر دیتے ہیں۔

یزید قرآن وسنت کی زبان میں

۱۔ یزید نے حضرت امام حسین اور ان کے عزیزوں اور بچوں کو شہید کر کے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی۔

قرآن کہتا ہے۔

اِنّ الّذین یؤذون اللہ ورسولہٗ لعنھم اللہ

فی الدنیا والآخرۃ ۱؎

وہ بدنصیب لوگ جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دیتے ہیں. اللہ کی لعنت ہے ان پر دُنیا و آخرت میں۔

۲۔ یزید نے اہل مدینہ پر ظلم و زیادتی کی انتہا کر دی۔

حدیث مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ ہو۔

من أخاف اھل المدینۃ ظلما أخافہ اللہ وعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا۔ ۲؎

جو ظلماً اہل مدینہ کو خوفزدہ کرتا ہے اللہ اسے خوفزدہ کرے گا۔ اور اس پر لعنت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی۔

فرشتوں کی۔

اور تمام لوگوں کی۔

قیامت کے دن اس کا کوئی بدلہ اور معاوضہ قبول نہ کیا جائیگا۔

ایک اور حدیث پاک ملاحظہ ہو۔

لا یرید احد اھل المدینۃ بسوءٍ الا اذابہ اللہ فی النار ذوب الرصاص او ذوب الملح فی الماء ۳؎

جو فرد بھی اہل مدینہ سے بُرائی کا ارادہ کرے گا اللہ اسے آگ میں اس طرح پگھلائے گا جس طرح سیسہ کو پگھلایا جاتا ہے یا جس

۱؎ سورۃ احزاب ۲؎ مسند امام احمد جلد چہارم ص ۵۵ ۳؎ صحیح مسلم جلد اوّل ص ۴۴۱

طرح نمک پانی میں پگھلایا جاتا ہے۔

۳۔ یزید نے اللہ کے گھر خانہ کعبہ کو بھی معاف نہ کیا اس پر سنگباری کروائی اور اسے آگ لگا دی۔ یہ وہ فساد اور بگاڑ ہے جس کی نظیر نہیں۔

ارشادِ خداوندی ہے۔

فھل عسیتم إن تولّیتم ان تُفسدوا فی الارض و تقطّعوا ارحامکم أولٰئک الذین لعنھم اللہ ۱؎

(اے گروہ منافقین!) تم سے یہی اُمید ہے کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد پھیلاؤ گے اور قطع رحمی کرو گے۔ یہی وہ بدنصیب لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی۔

حضرت امام احمد بن حنبل کے بیٹے نے ایک دن اپنے والدِ گرامی مرتبت سے یزید پر لعنت کے بارے میں پوچھا۔

حضرت امام احمد بن حنبل نے فرمایا۔

میں اسے کیوں نہ لعنتی کہوں جبکہ قرآن نے اس پر لعنت کی ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا عرض کرتا ہے۔ مجھے تو قرآن میں ایسی کوئی بات نظر نہیں آئی۔

آپ نے قرآنِ کریم کی یہی آیت کریمہ تلاوت کر دی کہ

(ترجمہ) (اے گروہ منافقین!) تم سے یہی امید ہے کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد پھیلاؤ گے اور قطع رحمی کرو گے۔

۱؎ سورۃ محمد، آیت ۲۲، ۲۳۔

یہی وہ بدنصیب لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ۔

اس آیت کریمہ کی تلاوت کے بعد حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا ۔

یزید کے کرتوتوں سے زیادہ شدید کوئی فساد اور قطع رحمی نہیں [1]

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ایک قول پیش کرکے بات کو طوالت دی جاتی ہے ۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اسلاف اور اخلاف کے نظریات پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ بات آپ کی کتب میں الحاقی ہے بصورتِ دیگر عرض ہے کہ ۔

حضرت امام غزالی کے امام حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ صراحۃً اس کے قائل ہیں جب مقلد اور امام کے اقوال میں اختلاف ہو تو ترجیح امام کے قول کو دی جاتی ہے ۔

اطمینانِ قلب کیلئے وفیات الاعیان کی عبارت ملاحظہ ہو ۔

أما قول السلف فی لعنہ ففیہ لاحمد قولان تلویح وتصریح ولمالک قولان تلویح وتصریح ولابی حنیفۃ قولانِ تلویح وتصریح ولنا قول واحد التصریح دون التلویح [2]

[1] روح المعانی للآلوسی جلد ۲۶ [2] وفیات الاعیان جلد دوم صفحہ ۴۴۹

یزید پر لعنت کے بارے میں اسلاف کے قول ،

امام احمد بن حنبل کے دو قول ۔

صراحۃً لعنت

تلویحاً لعنت

امام مالک کے دو قول

صراحۃً لعنت

تلویحاً لعنت

امام اعظم ابو حنیفہ کے دو قول

صراحۃً لعنت

تلویحاً لعنت

اور ہمارا (یعنی امام شافعی اور ان کے اصحاب کا) فقط ایک ہی قول ہے ۔

وہ ہے یزید پر صراحۃً لعنت ۔

آخری گذارش

یہ گذارش ان افراد سے ہے جو ان دلائل و شواہد کا مطالعہ کرنے کے بعد بھی یزید کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے ہیں ۔ اسے مسلمان کہتے اور حق پر جانتے ہیں ۔

گذارش :۔

رات کی تاریکی میں اٹھ کر نوافل ادا کر کے گریہ وزاری سے اللہ

سے دعا مانگیے کہ اے اللہ!

قیامت کے روز ہمارا حشر و نشر یزید کے ساتھ کرا دے ہمیں وہاں

پہنچا جہاں تو یزید کو پہنچائے گا۔

اس دعا سے اگر واقعی آپ کو اطمینان نصیب ہو تو آپ کو یزید

کے ساتھ حشر و نشر مبارک اور اگر یہ دعا مانگتے زبان لڑکھڑا جاتے دل لرزا ٹھے

تو سمجھ لیجئے کہ آپ کے دل میں ابھی ایمان ہے۔

بخدا!

قیامت کو شفاعت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے

اور جنتی جوانوں کے سردار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں نواسے ہوں

اے میرے مسلمان بھائی!

آج ان نفوسِ قدسیہ سے محبت کر کل قیامت کو یہ محبت

جواب دیں گے یہ لجپال گھرانہ ہے۔

؎ لجپال پریت نوں توڑدے نہیں

جہدی بانہہ پھڑدے مڑ چھوڑدے نہیں

اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد وآلہ وعترتہ وصحبہ اجمعین

راقم الحروف

محمد کریم سلطانی

۲۴ ذی الحج ۱۴۰۸ھ — جامعہ ریاض العلوم مسجد خضراء

۸ اگست ۱۹۸۸ء — پیپلز کالونی نمبر ۱، فیصل آباد

مفکرِ اسلام علامہ محمد کریم سلطانی صاحب

مرکزی امیر ادارہ تبلیغ الاسلام کی تالیفات

۱۔ مکتوب مبارک

۲۔ چالیس احادیث مبارکہ

۳۔ پیارے نبی کی پیاری دعائیں

۴۔ تعلیمات امام ربانی



۵۔ المنہاج المفید فی النحو

۶۔ اہل اسلام سے دردمندانہ اپیل

۷۔ اسمِ جلالت

۸۔ رحمت حق اور اس کے جلوے

۹۔ معراج مومن کا ابتدائیہ

۱۰۔ شرارِ بولہبی

۱۱۔ ختم نبوت ——— (زیر طبع)

۱۲۔ آفتاب نبوت ——— (زیر طبع)

۱۳۔ مصباح السنۃ (ایک ہزار احادیث کا مجموعہ) ——— (زیر طبع)

۱۴۔ حدیث جبریل ——— (زیر تالیف)

۱۵۔ الجہاد الجہاد لبیک لبیک ——— مولانا محمد انور طاہر

۱۶۔ عربی مفردات ——— حضرت مولانا محمد سعید احمد اسعد

۱۷۔ اقراء ——— ہمایوں عباس شمس

۱۸۔ صداقت سیرت کا نکھار ——— محمد حسین ساجد الہاشمی